حُبِّ نبی کریم ﷺ

تحریر: ڈاکٹر حافظ محمد یونس

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کوئی جان بھی نبی کریم سیّد المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ مکرم ومحترم اور اشرف پیدا نہیں کی۔ میں نے خدا کو نہیں سنا کہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان عزیز کے علاوہ کسی دوسری جان کی قسم کھائی ہو۔

یہ ہیں وہ الفاظ جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمائے۔

خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اولادِ آدم کا سردار ہوں' اس میں کوئی فخر اور گھمنڈ کی بات نہیں (مسلم' ترمذی ص ۲۴۷ ج ۵)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا: سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ میرا نور تھا (اسمٰعیل بن محمد' کشف الخفا' ص ۲۶۵ ج ۱۱)

اور میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّد المرسلین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء اور رسولوں کے سردار ہیں۔ (الشفا قاضی عیاض ج ۱' ۳۳۴' البدائیہ والنہائیۃ ج ۲ ص)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں جن کو خالق کائنات نے اپنے ساتھ رکھا۔

ضم الالہ اسم النبی باسمہ
اذا قال فی الخمس الموذن اشھد
وشق لہ من اسمہ لیجلہ
فذوالعرش محمود و ھذا محمد

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا دیا ہے جب کہ موذن پانچوں وقت میں ''اشھد'' کی صدا بلند کر کے اس کا اظہار کرتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے نکالا ہے تا کہ آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روشن اور واضح کر دے۔ عرش والا تو محمود ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد ہیں۔"

صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں جن کو خداوند کریم نے معراج کروائی اور اپنی بارگاہ میں باریابی عطا کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں جن کو انبیاء ورسلؑ کی امامت عظمیٰ کا شرف حاصل ہوا' اور تمام انبیاء نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امام تسلیم کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے "رحمة للعٰلمِین" بنایا۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

ترجمہ: ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

(الانبیاء آیت نمبر ۱۰۷)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت و رسالت کو ختم کر دیا اور "خاتم النبیین" کے معزز لقب سے نوازا گیا۔

ترجمہ: "محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمھارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں' بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں کی نبوت کی مہر (نبوت کو ختم کر دینے والے) ہیں"

(الاحزاب آیت نمبر ۴۰)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ: "لوگو! تمھارے لیے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ کریم میں بہترین نمونے موجود ہیں۔" (الاحزاب آیت نمبر ۲۱)

اور مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

ترجمہ: "جو کچھ تمھیں میرا رسول عطا کرتا ہے' اسے لے لو اور جس سے روکتا ہے اس سے رک جاؤ (الحشر آیت نمبر ۷)

کیونکہ

ترجمہ: جو کچھ میرا محبوب بولتا ہے وہ وحی ربانی ہوتی ہے (النجم آیت نمبر ۳' ۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: ''تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہے جب تک وہ مجھے اپنے ماں باپ' اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے۔

خداوند کریم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق پر ناز ہے۔ اسی لیے فرمایا ہے۔

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا۔'' (آل عمران' آیت نمبر ۱۶۴)

یہی نہیں بلکہ یہ بھی فرمایا:

ترجمہ: ''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کی۔ (النساء آیت نمبر ۱۸۰)

پھر پوری کائنات کو حکم دیا:۔

ترجمہ: تجھے تیرے رب کی قسم اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا' جب تک کہ وہ آپ کے فیصلے کو سر بسر تسلیم نہ کرلے (النساء آیت نمبر ۸۰)

پھر خداوند کریم نے اپنی محبت کا معیار یہ مقرر فرمایا:

''اے رسول! ان لوگوں سے فرما دیجئے کہ اگر مجھ سے محبت کا دم بھرتے ہو تو پہلے میری اتباع اور تابع داری کرو' اللہ تعالیٰ تمھیں خود بخود اپنا محبوب بنا لے گا اور آپ کی محبت کے صدقے تمہاری خطاؤں کو بھی معاف کر دے گا۔'' (آل عمران' آیت نمبر ۲۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: جس نے مجھے دیکھا اس نے حق (گویا خداوند کریم) کو دیکھا (الجامع الصفیر' السیوطی' ص ۱۷۱)

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس قدر تعظیم و تکریم کرتا ہے کہ اس نے ایک دفعہ بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں پکارا' بلکہ جہاں کہیں پکارا ہے تو تکریم سے ہی آواز دی ہے کہ یاایھا الرسول بلغ ماانزل الیک...... یا ایھا النبی جاھد الکفار و المنافقین...... یا پھر محبت سے یا ایھا المزمل "یاایھا المدثر" کہہ کر پکارا ہے۔ جب کہ قرآن مجید میں اولوالعزم انبیاء کو جگہ جگہ ان کا اصل نام اور اسم سے پکارا گیا ہے۔ جیسے "یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ" "تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یَا مُوْسٰی" "یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً" "یَازَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ

بِغُلَامٍ اِسۡمُهٗ یَحۡیٰی" "یَا یَحۡیٰی خُذِ الۡکِتَابَ بِقُوَّۃٍ" "یَانُوۡحُ اهۡبِطۡ بِسَلَامٍ" "یَا عِیۡسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیۡکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ"

اس طریق تخاطب کے مطابق چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی "یا مُحَمَّدًا، یَا اَحۡمَد" کہہ کر پکارتا' مگر اللہ تعالیٰ کو اس درجہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام کرنا مقصود تھا' کہ تمام قرآنِ مجید میں ایک جگہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام لے کر مخاطب نہیں کیا۔ بلکہ تعظیم وتکریم سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ تعظیمی الفاظ ضرور بولے جائیں کیونکہ جو نام دل کو محبوب ومحترم ہو'وہ زبان پر گزرے تو محبت واحترام سے خالی نہیں ہونا چاہیے۔

بعض لوگ کہتے ہیں، تعظیم کی اصل جگہ دل ہے' اس لیے سچا ادب اور احترام وہی ہے جو دل سے ہو نہ کہ زبان سے۔ اگر یہ بات ہے' تو پھر یہ بھی قابل لحاظ امر ہے کہ دل کے اعتقاد کا ترجمان ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) ہے' یا یہ دل ابوجہل بدبخت کا ہے' یہ درست ہے کہ نیت اور ارادے کو پوری طرح جگہ دی جاتی ہے' لیکن اگر عدالت میں جا کر مجسٹریٹ کو یور آنر (Your Honour) کی جگہ محض تم کر کے خطاب کریں گے' تو گو آپ کتنا ہی کہیں' کہ تعظیم کی جگہ دل ہے زبان نہیں' لیکن امید نہیں کہ وہ آپ کو مقدمے سے بری کر دے۔

آج کل تحریر وتقریر میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگوں نے حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی کے تعظیمی الفاظ کی طوالت سے گھبرا کر "بانی اسلام" کی ایک اصطلاح وضع کر لی ہے۔ وہ بلا تامل اپنی تحریر وتقریر میں "بانی اسلام" نے یوں کہا" بولتے اور لکھتے ہیں' اس طرح ٹھیک ٹھیک ان کی زبان ان کے دلی الحاد کی ترجمانی کرتی ہے۔ اگر یہ سچ ہے کہ ان کے دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے' تو ان کو تو بار بار محبوب ومطلوب کا اسم گرامی درود وصلوٰۃ کے ساتھ لینا چاہیے تھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد کی جتنی تقریبیں نکل آئیں عین مقصودِ محبت ہیں۔

ایک جلیل القدر محدث سے جب پوچھا گیا کہ علم حدیث سے اس درجہ شوق کیوں ہے۔ تو انھوں نے کہا' اس لیے کہ اس میں بار بار قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جملہ آتا ہے اور اس طرح اس اسم گرامی کے ذکر اور اس پر درود اور صلوٰۃ عرض کرنے کی تقریب ہاتھ آ

جاتی ہے۔ یہ خیال نہ کیا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کا اعتقاد صرف قلبی اعتقاد اور اسلامی جوش تعظیم و احترام کی وجہ سے ہی ہے۔ حقیقت میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کی تعظیم نص قطعی (بالکل واضح قرآنی حکم) سے ثابت ہے' جس کا انکار کوئی قرآن کا قائل نہیں کر سکتا۔ سورہ حجرات میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور احترام کرنے کی پوری تفصیل سے تعلیم دی ہے۔

جب بنی تمیم کا ایک وفد مدینہ منورہ میں آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ مبارک میں تشریف رکھتے تھے۔ نادانوں نے دروازے سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر پکارنا شروع کر دیا کہ "یَا مُحَمَّد اُخْرُجْ اِلَیْنَا" "اے محمد ہمارے پاس باہر نکلیے" تو اللہ تعالیٰ کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اتنی گستاخی بھی گوارا نہ ہوئی اور ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: "اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو لوگ آپ کو مکان کے باہر سے نام لے کر پکارتے ہیں۔ ان میں سے اکثر ایسے ہیں جن کو بالکل عقل اور تمیز نہیں۔

(سورۃ الحجرات:۴)

ترجمہ: بہتر تھا کہ وہ صبر کرتے اور جب آپ باہر نکلتے تو مل لیتے۔

(سورۃ الحجرات:۵)

اس آیت سے پہلے کی آیت میں فرمایا۔

ترجمہ: "اے مسلمانو! جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں عرضِ حال کرو' تو اپنی آوازوں کو ان کی آواز سے بلند کر کے گفتگو نہ کرو' اور نہ بہت زور سے بات چیت کرو۔ جیسا کہ تم آپس میں کیا کرتے ہو' ایسا نہ ہو کہ اس گستاخی کے سبب سے تمہارے تمام اعمال ضائع جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو (سورۃ الحجرات' آیت:۲)

اللہ تعالیٰ کو اتنا بھی گوارا نہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں کوئی اونچی آواز سے گفتگو کرے۔ چہ جائیکہ تعظیم و تکریم کے بغیر نام لیا جائے۔

اللہ تعالیٰ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی عزت و احترام کی مثال کیوں نہ قائم کرتا' جب کہ جس شہر کی خاک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک کے پائے اقدس سے مَس ہوئی وہ بھی اس کو اس درجہ محبوب ہے کہ اس کی بھی قسم کھاتا ہے۔

ترجمہ: ''اے پیغمبر! میں شہر مکہ کی قسم کھاتا ہوں اس لیے کہ آپ اس میں مقیم ہیں۔
(سورۃ البلد' آیت ا'۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں' اللہ کی کتاب اور اپنی سنت' تم لوگ جب تک ان پر عمل کرتے رہو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے' اس لیے ان کو مضبوطی سے پکڑ لو۔''

حقیقت یہ ہے کہ بزم کائنات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس حسن ازل کا مظہر اتم اور شئوُن الٰہیہ کا آئینہ اکمل ہیں۔ چاند کی دلفریبی سورج کا جلال' شبنم کی پاک دامنی' نجم سحور کی رعنائی' غنچہ کا تبسم قوسِ قزح کی رنگینی جہاں ختم ہوتی ہے وہاں سے شاہکارِ فطرت کے حسن وخوبی کا آغاز ہوتا ہے۔ بارہا چاند اپنی بھرپور چاندنی میں سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن فروزاں کے سامنے گھٹنے ٹیک گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ادا ادائے خداوندی کا جلوہ اور ہر شان شانِ الٰہی کا پَرتو ہے۔ کائنات میں کمالاتِ ربانی اور ہدایت رحمانی کا ظہور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے وجودِ گرامی سے ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اللہ تعالیٰ کی جمالی شان بھی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے اور جلالی شان بھی بدرجہ اکمل نمایاں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں وہی کچھ کیا جو صفاتِ الٰہیہ نے کرنا تھا۔ گویا صفاتِ الٰہی کا ظہور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے ہوا۔

خداوند قدوس نے اپنے پیغمبروں کو گوناگوں فضل وکرم کی شانوں سے آراستہ فرما کر انسانوں کی ہدایت اور قوموں کی راہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا اور ان اولوالعزم پیغمبروں کے کمالات اور صفات کا تذکرہ قرآنِ مجید میں کیا۔ جس سے ان کی افضلیت محبوبیت اور شان وشکوہ کا نمایاں اظہار ہوتا ہے' لیکن تاجِ محبوبیت صرف حضور سیّد المرسلین سرورِ کائنات فخر موجودات' احمد مجتبیٰ' محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر رکھا اور انبیاء علیہم السلام کے جملہ کمالات وصفات مجموعی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو عطا فرمائے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو سیّد المرسلین' خاتم النبیین کے معزز ترین خطابات سے نوازا گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت تکمیل ایمان کی نشانی ہے۔ اگر اس میں خامی ہو گی' تو ایمان نامکمل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت مومن کا گراں بہا سرمایہ

ہے اور کسی مومن کا دل اس سے خالی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہی محبت مقصود حقیقی کے قرب اور اس کی ذات وصفات کے صحیح تصور کا واحد ذریعہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت ہوگی، تو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور اطاعت کا جذبہ پیدا ہوگا۔ قدرتی بات ہے کہ جس کے ساتھ محبت ہوا کرتی ہے اس کی ہر ادا پسند ہوتی ہے اور انسان دل و جان سے فدا ہونے کے لیے تیار رہتا ہے۔ اگر ہمارے عمل اور کام اسی طرح کے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیے ہیں یا حکم دیا ہے تو ہم ایمان دار ہیں۔ ورنہ نہ تم ہم غلامانِ رسول کہلانے کے حقدار ہیں اور نہ ہی ہمارا ایمان کامل ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جس پرہیز گاری اور خوش دلی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے تھے۔ اس کے متعلق احادیث میں نہایت کثرت کے ساتھ واقعات ملتے ہیں۔ مثلاً

ایک بار حضرت زینبؓ اپنے کپڑے رنگوا رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں آئے تو اُلٹے پاؤں واپس چلے گئے۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگرچہ منہ سے کچھ نہیں فرمایا تھا تاہم حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ ناپسندیدگی کو تاڑ گئیں۔ انھوں نے فوراً تمام کپڑوں کے رنگ دھوڈالے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابیؓ کو ایک رنگین چادر اوڑھے ہوئے دیکھا تو فرمایا "یہ کیا ہے۔" وہ سمجھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے۔ فوراً واپس گھر آئے اور اس کو چولہے میں ڈال دیا۔ (ابوداؤد کتاب اللباس)

حضرت خویم اسدیؓ ایک صحابی تھے، جو نیچی تہہ بند باندھتے تھے اور اسے لٹکا لٹکا کر چلتے تھے اور لمبے لمبے بال رکھتے تھے۔ ایک روز حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اسدی کتنا اچھا آدمی ہے اگر لمبے بال نہ رکھتا اور تہ بند لٹکا کر نہ باندھتا۔" اسدیؓ کو جب حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کا علم ہوا تو انھوں نے فوراً قینچی منگوائی اس سے اپنے بال کاٹ ڈالے اور تہبند کو اونچا کر لیا۔ (ابوداؤد باب ماجاء فی اسبال الازم)

ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار میں سے گزر رہے تھے ایک گنبد نما مکان پر نگاہ پڑی تو پوچھا: "یہ کس کا مکان ہے؟" لوگوں نے بتایا کہ یہ فلاں انصاری کا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کاش اسے آخرت کی بھی فکر ہوتی۔ مالک مکان کو جب حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناگواری کا علم ہوا تو فوراً کدال لے کر مکان کو بنیاد تک اکھاڑ دیا کہ جس مکان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا میں اس میں قیام نہیں کر سکتا۔ (ابوداؤد کتاب الادب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا سب سے نمایاں واقعہ تو وہ ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تین شخصوں سے گفتگو ممنوع قرار دی تھی جو غزوۂ تبوک نہ جا سکے تھے۔ ان میں حضرت کعبؓ بھی شامل تھے۔ اس پر تمام صحابہؓ نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مانا اور مدینہ ان تینوں کے لیے شہر خموشاں بن گیا' جہاں کوئی ان سے بات کرنے والا اور بات کا جواب دینے والا نہ تھا۔ حضرت کعبؓ کہتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم تینوں سے گفتگو منع فرما دی تھی۔ لوگ ہم سے کترانے لگے اور ان کی نگاہیں بدل گئیں۔ حتیٰ کہ مجھے زمین تنگ محسوس ہونے لگی۔ گویا وہ زمین ہی نہ تھی جس کو میں جانتا تھا۔ یہاں تک کہ جب لوگوں کی میرے ساتھ بے رخی بہت بڑھ گئی تو میں اپنے جگری دوست اور چچا زاد بھائی ابوقتادہ کے پاس ان کے باغ میں دیوار پھاند کر ملنے چلا گیا۔ میں نے ان کو سلام کیا' قسم خدا کی! انھوں نے مجھے جواب بھی نہ دیا تو میں نے ان سے کہا: ''اے ابوقتادہ! میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں' کیا تم کو علم ہے کہ میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔'' وہ خاموش رہے۔ میں نے پھر اپنی بات دھرائی' ان کو اللہ کا واسطہ دیا' لیکن وہ پھر خاموش رہے۔ میں نے جب کئی بار ان کو واسطہ دے کر بار بار اپنی محبت کا اظہار کیا تو وہ بولے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ علم ہے اور پھر خاموش ہو کر آنکھیں دوسری طرف پھیر لیں۔ میری آنکھیں بھر آئیں اور میں پلٹ پڑا اور دیوار پھاند کر اسی طرح باہر نکل گیا۔''

عین اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد آتا ہے اور کہتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو حکم دیتے ہیں کہ اپنی بیوی سے بھی علیحدہ رہو۔ پوچھا! طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ وہ بولا نہیں بلکہ صرف الگ رہو' تو انھوں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا اپنے والدین کے پاس چلی جاؤ' انہی کے پاس رہو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں کچھ فیصلہ کر دے۔ (بخاری)

اس کے باوجود ان کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اتنی محبت و تعلق تھا کہ عین انہی ایام میں غسان کا عیسائی بادشاہ ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور اپنے دربار کی پیش کش کرتا ہے۔ اس زمانے میں حقیقتاً یہ سخت آزمائش تھی، لیکن وہ رد کر دیتے ہیں۔'' وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں مدینہ منورہ کے بازار سے گزر رہا تھا تو اسی بادشاہ کا ایلچی ایک خط میرے حوالے کرتا ہے۔ میں نے جب اسے پڑھا تو اس میں لکھا تھا۔

''ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ تمھارے آقا نے تم سے بے رخی اختیار کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو ذلت کے لیے نہیں رکھا اور وہ تم کو ضائع کرنا نہیں چاہتا ہے۔ بس تم ہم سے مل جاؤ۔ ہم تمہارا بہت خیال کریں گے۔''

وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ خط پڑھا تو میں نے سوچا۔ یہ بھی ایک آزمائش ہے۔ میں نے اس خط کو تنور میں ڈال دیا۔

مثلاً: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں تمام صحابہ کرامؓ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاص طور پر ممتاز تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آخری حج فرمایا تھا تو وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے۔ جہاں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سفر میں اترے تھے' یا نماز پڑھی تھی یا کسی مقام پر آرام فرمایا تھا۔ حضرت ابن عمرؓ ہمیشہ ان ان مقامات کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر وہی کچھ کیا کرتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا' میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے' اسی لیے میں بھی اس کو پسند کرتا ہوں۔

ہر گام کو دیکھا ہے محبت کی نظر سے
شاید کہ وہ گزرے ہوں اسی رہگزر سے

ایک بار ابن عمرؓ سفر میں تھے۔ دیکھا کہ کچھ لوگ نفل پڑھ رہے ہیں۔ اپنے رفیق سفر سے کہنے لگے کہ: ''اگر مجھے نفل پڑھنے ہوتے تو میں نماز ہی کیوں نہ پوری پڑھ لیتا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت سے زیادہ کبھی نہیں پڑھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سفر کیا ہے۔ انھوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ کبھی نہیں پڑھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سفر کیا ہے انھوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ کبھی نہیں پڑھی اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''تمھارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذاتِ پاک میں تقلید کے لیے بہترین مثال ہے۔''

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ جب کوئی بات کہتے تو مسکرا دیتے تھے۔ ان کی بیوی نے مذاقاً کہا کہ:

اس عادت کو ترک کر دیجئے تو وہ بولے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب کوئی بات کہتے تو مسکرا دیتے تھے تو میں اس عادت کو کیسے چھوڑ دوں؟

ایک بار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہونے لگے تو رکاب میں بسم اللہ کہہ کر پاؤں رکھا۔ جب بیٹھ گئے تو الحمد للہ کہا۔ اس کے بعد آیت پڑھی۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّالَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.

پھر تین بار ''الحمد للہ'' اور تین بار اللہ اکبر کہا۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھی۔

سُبْحَانَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.

پھر ہنس پڑے۔ لوگوں نے ہنسنے کی وجہ پوچھی، تو کہنے لگے۔ ''ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح سوار ہوئے اور آخر میں ہنس پڑے۔ میں نے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا، کہ جب بندہ پورے علم اور یقین کے ساتھ یہ دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہت خوش ہوتے ہیں (ابو داؤد، کتاب الجہاد)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کانوں کو صرف اور صرف قرآن کریم کی آواز ہی خوش آئند معلوم ہوتی تھی، اس لیے وہ سارنگی باجے اور چنگ درباب کی آواز پر کان نہیں دھرتے تھے۔ ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے طبل (ڈھول) کی آواز سنی تو کان بند کر لیے اور فرمایا۔ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔ (ابن ماجہ)

ایک بار اونٹ پر سوار جا رہے تھے، چرواہے کی بانسری کی آواز کان میں آئی تو فوراً کانوں میں انگلیاں دے لیں اور پہلا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیا اور بار بار اپنے خادم نافع سے پوچھتے جاتے تھے کہ آواز آتی ہے کہ بند ہو گئی ہے۔ جب انھوں نے کہا کہ نہیں آتی، تو کانوں سے انگلیاں نکال لیں اور کہا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قسم کے موقع پر ایسا ہی کیا تھا (طبقات ابن سعد)

ایک بار بازار سے گزر رہے تھے تو دیکھا کہ مغنیہ گا رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا: ''اگر شیطان کسی کو بہکانے سے رک جاتا تو اس کو نہ بہکاتا۔ (الادب المفرد)

ایک بار ایک گھر میں تقریب تھی اور ایک شخص گا رہا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا کہ وہ گردن ہلا ہلا کے گا رہا ہے' تو فرمایا۔ اُف یہ شیطان ہے' اس کو نکالو' اس کو نکالو۔''

اطاعت رسول اور فوری تعمیل حکم کی ایک مثال وہ واقعہ ہے جو شراب کے حرام ہونے کے وقت پیش آیا ہے۔ حضرت ابو بردہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

''ہم مجلس میں بیٹھے شراب پی رہے تھے کہ میرا جی چاہا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری دوں اور سلام کروں۔ جب وہاں پہنچا تو شراب کے حرام ہونے کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ جس کی تفصیل سورۂ مائدہ میں ہے۔ میں یہ حکم سن کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور قرآن پاک کی آیت پڑھی۔ ''ھل انتم منتھون.'' ''کیا تم رک جاؤ گے۔'' وہ کہتے ہیں کہ بعض لوگوں کے ہاتھ میں پیالا تھا' کچھ پی چکے تھے اور کچھ باقی تھے' جو شراب ہونٹوں میں پہنچ چکی تھی وہ بھی تھوک دی گئی' لوگوں نے مٹکے توڑ دیے پیالے ہاتھ سے گرا دیے اور مدینہ کی گلیوں میں شراب اس طرح بہتی پھرتی تھی جیسے سیلاب کا پانی بہتا ہے۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۂ مائدہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبویؐ میں نماز میں آنے جانے کے لیے' عورتوں کے لیے ایک دروازہ مخصوص کر دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی اتنی پابندی کی کہ تادمِ مرگ اس دروازے سے مسجد میں داخل نہیں ہوئے۔

(ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوہر کے علاوہ دوسرے عزیزوں کے سوگ کے لیے صرف تین دن مقرر فرمائے تھے۔ صحابیاتؓ نے اس کی شدت کے ساتھ پابندی کی۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہ کے بھائی (حضرت عبداللہ بن جحش شہداء احدؓ) کا انتقال ہو گیا تو انھوں نے چوتھے دن خوشبو منگا کر لگائی اور کہا کہ مجھے اس کی ضرورت تو نہیں تھی' لیکن میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منبر پر سنا ہے کہ کسی مسلمان عورت کو شوہر کے سوا تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے میں نے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حکم کی تعمیل میں ایسا کیا ہے (ابوداؤد' کتاب الطلاق)

حضرت حذیفہؓ کے سامنے برائن کے ایک رئیس نے چاندی کے ایک برتن میں پانی پیش کیا' انھوں نے اُٹھا کر پھینک دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کے برتن میں کھانے پینے سے منع فرمایا ہے (ابوداؤد' کتاب الاشربہ)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جماعت کے انتظار میں صحابہ کرامؓ سخت تکلیفیں برداشت کرتے تھے لیکن اس کی پابندی میں کوئی فرق نہیں آتا تھا۔ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی کام پیش آ گیا۔ اس لیے عشاء کی نماز میں بہت تاخیر ہوگئی۔ یہاں تک کہ صحابہ کرامؓ سو گئے' لیکن نماز کا روحانی خواب کیوں کر بھلایا جا سکتا تھا' پھر جاگے' پھر سوئے' پھر اُٹھے' پھر نیند آ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے' تو ارشاد فرمایا ''آج دنیا میں تمھارے سوا کوئی دوسرا نماز کا انتظار نہیں کرتا۔'' (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نمازِ عشاء کا انتظار اتنی دیر تک کرتے تھے کہ نیند کے مارے ان کی گردنیں جھک جاتی تھیں۔

(ابوداؤد' کتاب الطہارۃ)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس قدر محبت تھی کہ وہ مختلف طریقوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے برکت حاصل کرتے رہتے تھے۔ مثلاً بچے بیمار پڑتے یا پیدا ہوتے تو ان کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے' اپنے دہن مبارک میں کھجور ڈال کر اس کے منہ میں ڈالتے اور اس کے لیے برکت کی دعا مانگتے۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بیمار پڑا' تو میری خالہ مجھ کو حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گئیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کا پانی پیا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام رکھا۔ اپنے منہ میں کھجور ڈال کر اس کے منہ میں ڈالی اور اس کو برکت کی دعا دی۔ (بخاری کتاب الدعوات)

نمازِ فجر کے بعد صحابہ کرامؓ برتنوں میں پانی لے کر حاضر ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم ان میں دست مبارک ڈال دیتے۔ وہ متبرک ہو جاتا۔ (مسلم کتاب الفضائل)

جب پھل پک جاتے تو سب سے پہلا پھل حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برکت کی دعا فرماتے اور مجلس میں سب سے چھوٹے بچے کو عطا فرما دیتے (سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نکالا اس طرح کا بچا کھچا پانی صحابہ کرامؓ کے لیے آبِ حیات تھا' جس پر وہ جان دیتے تھے۔ صحابہؓ نے اس پانی کو جھپٹ کر لیا۔ (نسائی' کتاب الطہارت)

ایک دن حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا۔ پانی بچ گیا تو صحابہ کرامؓ نے اسے کو لے کر جسم پر مل لیا۔ (بخاری' کتاب الوضو)

ایک بار حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے موئے مبارک کٹوائے۔ صحابہ کرامؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے۔ حجام بال کاٹتا جاتا تھا اور صحابہ کرامؓ اوپر ہی اوپر سے بالوں کو اُچک لینا چاہتے تھے۔ (مسلم' کتاب الفضائل)

ایک بار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعدؓ کے گھر تشریف لے گئے اور دروازے پر کھڑے ہو کر سلام کیا۔ انھوں نے آہستہ سے جواب دیا۔ ان کے صاحبزادے نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اندر تشریف لانے کی دعوت کیوں نہیں دیتے۔ وہ بولے چپ رہو' مقصد یہ ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر بار بار سلام کریں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ سلام کیا' پھر اسی قسم کا جواب ملا۔ تیسری بار سلام کر کے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے تو حضرت سعدؓ پیچھے پیچھے دوڑے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ: ''میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام سنتا تھا' لیکن جواب اس لیے آہستہ دیتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر بار بار سلامتی بھیجیں۔ (ابوداؤد' کتاب الادب)

ایک بار حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابومخدورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر ہاتھ پھیر دیا۔ ان کے بعد انھوں نے عمر بھر نہ تو سر کے آگے کے بال کٹوائے اور نہ مانگ نکالی' بلکہ ان بالوں کو متبرک یادگار کے طور پر ہمیشہ قائم رکھا (ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکثر یادگاریں صحابہ کرامؓ کے پاس موجود تھیں' جن کو وہ جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اور ان سے برکت حاصل کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک جبہ مبارک تھا۔ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا تھا تو شفاء حاصل کرنے کے لیے وہ دھوکر اس کا پانی پلاتی تھیں۔ (مسند ابن حنبل ج:۲، ص:۳۴۸)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت انسؓ کے گھر تشریف لاتے تھے تو ان کی والدہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ اطہر کو ایک شیشی میں بھر کر خوشبو میں ملا دیتی تھیں۔ چنانچہ جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال کیا تو انھوں نے وصیت کی کہ وہ خوشبو ان کے کفن چہرے اور جسم پر لگائی جائے (بخاری کتاب الاستئذان)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند موئے مبارک حضرت اُمِ سلمہؓ نے بطور یادگار محفوظ رکھے تھے۔ جب کوئی شخص بیمار ہوتا تھا تو ایک برتن میں پانی بھر کر بھیج دیتا تھا اور وہ اس میں موئے مبارک کو غسل دے کر واپس کر دیتی تھیں جس کو وہ شفا حاصل کرنے کے لیے پی جاتا تھا، یا اس سے غسل کر لیتا تھا۔ اس سے شفا ہو جاتی تھی۔ (بخاری کتاب اللباس)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب واحترام کرتے تھے۔ اس کا اظہار سینکڑوں طریقہ سے ہوتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو دربارِ نبوت کے ادب و عظمت کے لحاظ سے خاص طور پر کپڑے زیبِ تن کر لیتے۔ (ابوداؤد کتاب الطلاق)

وہ طہارت کے بغیر حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کرنے کی جسارت نہ کرتے تھے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھتے تو فرطِ ادب سے تصویر بن جاتے۔ ان کی حالت یہ ہوتی تھی کہ **کانما علی روسھم الطیر** "گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔" اگر کبھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہوتا تو جب تک حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا شروع نہ کرتے تو تمام صحابہ کرامؓ فرطِ ادب سے کھانے میں ہاتھ نہ ڈالتے۔ (ابوداؤد کتاب الاطعمۃ)

اس ادب واحترام کا نتیجہ یہ تھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کسی قسم کی سوءِ ادبی گوارا نہ کرتے تھے۔ (مسلم، کتاب الاشربہ)

صحابہ کرامؓ کے گھر میں بچے پیدا ہوتے تو ادب سے ان کے نام "محمد" نہ رکھتے تھے۔

اس پر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت اختیار نہ کرو۔ (ابوداوٗد' کتاب اطب)

ایک شخص کا نام "محمدؐ" تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک آدمی اس کو گالی دے رہا ہے۔ آپؓ نے اسے بلا کر فرمایا کہ "دیکھو تمھاری وجہ سے "محمدؐ" کو گالی دی جا رہی ہے۔ اب تادمِ مرگ اس نام سے پکارے نہیں جاسکتے۔ چنانچہ اسی وقت اس کا نام "عبدالرحمٰن" رکھ دیا گیا۔ پھر بنوطلحہ کے پاس پیغام بھیجا کہ جو لوگ اس نام کے ہوں' سب کے نام بدلے جائیں۔ اتفاق سے اس نام کے سات آدمی تھے اور ان کے سردار کا نام بھی محمد تھا۔ لیکن اس نے کہا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرا نام "محمدؐ" رکھا ہے۔ آپؓ نے فرمایا۔ اب میرا اس پر کچھ زور نہیں چل سکتا۔" (مسند ابن حنبل' ج ۴: ص ۲۱۶)

شادی بیاہ کا معاملہ نہایت نازک ہوتا ہے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اطاعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان معاملات میں غور و فکر کرنے سے بے نیاز کر دیا تھا۔ حضرت ربیعہ اسلمیؓ رضی اللہ عنہ ایک نہایت مفلس صحابی تھے۔ ایک بار حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو نکاح کرنے کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ "جاؤ انصار کے فلاں قبیلہ میں نکاح کر لو۔" وہ وہاں گئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے تمھارے یہاں فلاں لڑکی سے نکاح کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ سب نے ان کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایلچی ناکام واپس نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ انھوں نے فوراً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔ (مسند احمد بن حنبل' ج:۴' ص:۵۸)

مومن کی شان ہی یہ ہے کہ وہ حضور
پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر لیتا ہے اور اپنی دلی خواہشات خود غرضی اور نام و نمود کی پروا نہیں کرتا۔ یہی اس کے کامل ایمان دار ہونے کی نشانی ہے۔ اس میں اس کی عزت ہے اور اسی میں اس کی کامیابی ہے' کیونکہ محبت کا تقاضا یہی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مکمل تابعداری اور اتباع کی جائے اور ان کی ہر بات کو تسلیم کیا جائے اور جتنی بھی خلافِ شرع باتیں ہیں ان کو ترک کر دیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کے اسوۂ حسنہ پر عمل کیا جائے۔